جلد ۱۹
شمارہ ۲

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

تبلیغ ۱۳۵۷ ہش

فروری ۱۹۷۸ء

سالانہ اشتراک

پاکستان — ۱۰ روپے
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — ۸۰ روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک — ۳۰ روپے

ایڈیٹر :
سید عبدالحئی

ماہنامہ

۵

۵

۵

قیمت سالانہ
دس روپے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

○ تبلیغ ۱۳۵۷ ہش

○ فروری ۱۹۷۸ء

○ ربیع الاول ۱۳۹۸ء

ایڈیٹر

سید عبدالحی

قیمت سالانہ دس روپے — فی پرچہ ایک روپیہ

فہرست مضامین

ناشر ...... چوہدری محمد ابراہیم

مطبع ...... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام ...... دفتر ماہنامہ انصار اللہ

اشاعت ...... دارالنصر جنوبی ربوہ

ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آتے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کانّ اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً۔

پھر خدائے کریم جلّ شانہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھریگا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔ اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔ مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے۔ اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔ اور ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کریگا یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے۔ اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔ لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کریگا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

—— (کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام) ——

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خطاب

جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء کے موقعہ پر

ہماری جماعت کے لوگ میرے مُرید ہو کر مجھے بدنام نہ کریں

جو شخص اپنے ہمسایہ کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے۔ وہ گویا ایک کرامت دکھاتا ہے۔ اس کا اثر ہمسایہ پر بہت اعلیٰ درجہ کا پڑتا ہے۔ ہماری جماعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا ترقی ہوگئی ہے۔ اور تہمت لگاتے ہیں کہ افترا، غیظ و غضب میں مبتلا ہیں۔ کیا یہ ان کے لئے باعث ندامت نہیں ہے کہ انسان عمدہ سمجھ کر اس سلسلہ میں آیا تھا جیسا کہ ایک رشید فرزند اپنے باپ کی نیک نامی ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ بیعت کرنے والا فرزند کے حکم میں ہوتا ہے۔ اور اسی لئے آنحضرتؐ کی ازواجِ مطہرات کو امہات المومنین کہا گیا ہے۔ گویا کہ حضورؐ عامۃ المومنین کے باپ ہیں جسمانی باپ زمین پر لانے کا موجب ہوتا ہے اور حیاتِ ظاہری کا باعث۔ مگر روحانی باپ آسمان پر لے جاتا ہے اور اس مرکز اصلی کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے۔ بدمعاشوں کے ہاں جاوے اور قمار بازی کرتا پھرے۔ شراب پیوے اور ایسے افعال قبیحہ کا مرتکب ہو جو باپ کی بدنامی کا موجب ہوں۔ مَیں جانتا ہوں کوئی آدمی ایسا نہیں ہو سکتا۔ جو اس فعل کو پسند کرے۔ لیکن جب وہ ناخلف بیٹا ایسا کرتا ہے تو پھر زبانِ خلق بند نہیں ہو سکتی۔ لوگ اس کے باپ کی طرف نسبت کر کے کہیں گے کہ فلاں شخص کا بیٹا فلاں بد کام کرتا ہے پس وہ ناخلف بیٹا خود ہی باپ کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح پر جب کوئی شخص اس سلسلہ میں شامل ہوتا ہے اور اس سلسلہ کی عظمت و عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے خلاف کرتا ہے۔ تو وہ عند اللہ ماخوذ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ صرف اپنے آپ ہی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا۔ بلکہ دوسروں کے لئے ایک بُرا نمونہ ہو کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے پس جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت ہے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں

کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ جہاں عاجز آجاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ۔ کیونکہ خشوع و خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھتے ہیں خالی واپس نہیں ہوتے ہم تجربہ سے کہتے ہیں کہ ہماری ہزارہا دعائیں قبول ہوئیں ہیں اور ہو رہی ہیں۔

یہ ایک یقینی بات ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اندر اپنے ابنائے جنس کے لئے ہمدردی کا جوش نہیں پاتا۔ وہ بخیل ہے۔ اگر میں ایک راہ دیکھوں جس میں بھلائی اور خیر ہے تو میرا فرض ہے کہ میں پکار پکار کر لوگوں کو بتلاؤں اس امر کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے کہ کوئی اس پر عمل کرتا ہے یا نہیں ؎

کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم

مَیں تمہارے اندر ایک نمایاں تبدیلی چاہتا ہوں۔

اگر ایک شخص بھی زندہ طبیعت کا نکل آوے تو کافی ہے۔ میں یہ بات کھول کر بیان کرتا ہوں کہ میرے مناسب حال یہ بات نہیں ہے کہ جو کچھ میں آپ لوگوں کو کہتا ہوں۔ میں ثواب کی نیت سے کہتا ہوں۔ نہیں! میں اپنے نفس میں انتہا درجہ کا جوش اور درد پاتا ہوں۔ گو وہ وجوہ نامعلوم ہیں کہ کیوں یہ جوش ہے۔ مگر اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ جوش ایسا ہے کہ میں رک نہیں سکتا۔ اسلئے آپ لوگ ان باتوں کو ایسے آدمی کی وصایا سمجھ کر کہ پھر شاید ملنا نصیب نہ ہو۔ ان پر ایسے کاربند ہوں کہ ایک نمونہ ہو۔ اور ان آدمیوں کو جو تم سے دُور ہیں اپنے فعل اور قول سے سمجھا دو۔ اگر یہ بات نہیں ہے اور عمل کی ضرورت نہیں ہے تو پھر مجھے بتلاؤ کہ یہاں آنے سے کیا مطلب ہے۔ میں مخفی تبدیلی نہیں چاہتا۔ نمایاں تبدیلی مطلوب ہے تا کہ مخالف شرمندہ ہوں اور لوگوں کے دلوں پر یک طرفہ روشنی پڑے اور وہ ناامید ہوجاویں کہ یہ مخالف ضلالت میں پڑے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بڑے بڑے شریر آکر تائب ہوئے وہ کیوں؟ اس عظیم الشان تبدیلی نے جو صحابہؓ میں ہوئی اور ان کے واجب التقلید نمونوں نے انکو شرمندہ کیا۔

عکرمہ کا پاک نمونہ

عکرمہ کا حال تم نے سنا ہوگا اُحد کی مصیبت کا بانی مبانی یہی تھا اور اس کا باپ ابوجہل تھا لیکن آخر اسے صحابہ کرامؓ کے نمونوں نے شرمندہ کردیا۔ میرا مذہب ہے کہ خوارق نے ایسا اثر نہیں کیا جیسا صحابہ کرامؓ کے نمونوں اور تبدیلیوں نے لوگوں کو حیران کیا۔ لوگ حیران ہوگئے۔ کہ ہمارا چچا زاد کہاں سے کہاں پہنچا۔ آخر انہوں نے اپنے آپکو دھوکہ سمجھا۔

عکرمہ نے ایک وقت ذات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا اور دوسرے وقت لشکر کفار کو درہم برہم کیا۔ غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہؓ نے جو پاک نمونے دکھلائے ہیں۔ ہم آج فخر کے ساتھ ان کو دلائل اور آیات کے رنگ میں بیان کر سکتے ہیں۔ چنانچہ عکرمہ کا ہی نمونہ دیکھو کہ کفر کے دنوں میں کفر، عُجب، وغیرہ خصائل بد اپنے اندر رکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ بس چلے تو اسلام کو دنیا سے نابود کر دے۔ مگر جب خداتعالیٰ کے فضل نے اس کی دستگیری کی اور وہ مشرف با اسلام ہوا تو ایسے اخلاق پیدا ہوئے کہ وہ عجب اور پندار نام تک کو باقی نہ رہا۔ اور فروتنی اور انکسار پیدا ہوا کہ وہ انکسار حجۃ الاسلام ہو گیا۔ اور صداقت اسلام کے لئے ایک دلیل ٹھہرا۔ ایک موقعہ پر کفار سے مقابلہ ہوا۔ عکرمہ لشکر اسلام کا سپہ سالار تھا۔ کفار نے بہت سخت مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ لشکر اسلام کی حالت قریب شکست کھانے کے ہو گئی۔ عکرمہ نے جب دیکھا تو گھوڑے سے اترا۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں اُترتے ہیں۔ شاید اِدھر اُدھر ہونے کا وقت ہو تو گھوڑا مدد دے تو اس نے کہا اس وقت مجھے وہ زمانہ یاد آگیا ہے۔ جب مَیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرتا تھا۔ مَیں چاہتا ہوں کہ جان دے کر گناہوں کا کفارہ کروں۔ اب دیکھئے کہ کہاں سے کہاں تک حالت پہنچی۔ کہ بار بار محامد سے یاد کیا گیا۔ یہ یاد رکھو کہ خداتعالیٰ کی رضا ان لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے۔ جو اس کی رضا اپنے اندر جمع کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جابجا ان کو رضی اللہ عنہم کہا ہے۔ میری نصیحت ہے کہ ہر شخص ان اخلاق کی پابندی کرے۔

عقائدِ صحیحہ اور اعمال صالحہ کو بھی مدّ نظر رکھو

علاوہ ازیں دو۲ حصے اور بھی ہیں جن کو مدِ نظر رکھنا صادق اخلاص مند کا کام ہونا چاہئے۔ ان میں سے ایک عقائدِ صحیحہ کا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل ہے کہ اس نے کامل اور مکمل عقائد کی راہ ہم کو اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بدوں مشقت و محنت کے دکھائی ہے۔ وہ راہ جو آپ لوگوں کو اس زمانہ میں دکھائی گئی ہے۔ بہت سے عالم ابھی تک اُس سے محروم ہیں۔ پس خداتعالیٰ کے اس فضل اور نعمت کا شکر کرو۔ اور وہ شکر یہی ہے کہ سچے دل سے ان اعمالِ صالحہ کو بجا لاؤ جو عقائدِ صحیحہ کے بعد دوسرے حصہ میں آتے ہیں اور اپنی عملی حالت سے مدد لے کر دُعا مانگو کہ وہ ان عقائدِ صحیحہ پر ثابت قدم رکھے۔ اور اعمال صالحہ کی توفیق بخشے۔

(تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

بنامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ما ہمہ پیغمبراں را چاکریم
ہمچو خاکے اوفتادہ بر درے

ہر رسولے کو طریقِ حق نمود
جانِ ما قرباں بر آں حق پرورے

اے خداوندم! بہ نخیلِ انبیاء
کش فرستادی بہ فضلِ اوفرے

معرفت ہم دہ چو بخشیدی دلم
مے بدہ زاں ساں کہ دادی ساغرے

اے خداوندم! بنامِ مصطفےٰ
کش شدی در ہر مقامے ناصرے

دستِ من گیر از رہِ لطف و کرم
در مہم باش یار و یاورے

تکیہ بر زورِ تو دارم گرچہ من
ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے

(دیباچہ براہین احمدیہ)

- ہم تو سب پیغمبروں کے غلام ہیں اور خاک کی طرح ان کے در پر پڑے ہیں۔
- ہر وہ رسول جس نے حق کا راستہ دکھایا ہماری جان اس حق پرور پر فدا ہے
- اے میرے خدا! ان انبیاء کے گروہ کے طفیل جن کو تُو نے بڑے فضلوں کے ساتھ بھیجا ہے۔
- تو نے مجھے دل دیا ہے تو معرفت بھی بخش۔ تو نے مجھے ساغر دیا ہے تو مے بھی بخش۔
- اے میرے خدا! مصطفےٰ کے نام پر۔ جس کا تو ہر مقام پر ناصر و مددگار رہا ہے۔
- اپنے لطف و کرم سے میرا ہاتھ پکڑ۔ میری مہمات اور کاموں میں میرا دوست اور مددگار بن۔
- اگرچہ میں مثل خاک بلکہ اس سے بھی کمتر ہوں۔ میں تیری ہی قوت پر بھروسہ رکھتا ہوں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یعنی اگرچہ کرامات اور معجزات عملاً دنیا سے ناپید ہو چکے ہیں، لیکن اے شکوک میں بھٹکنے والے آ، اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے ہاتھوں نمودار ہونے والے معجزات اور کرامات کا مشاہدہ کر اور اے نادان اور گمراہ دشمنِ اسلام، محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی کاٹ دینے والی تلوار سے ڈر۔

آپ نے تمام مذاہب کے راہنماؤں کو بار بار چیلنج دیا کہ اگر واقعی تم سمجھتے ہو کہ خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تو اسی ایک نکتے پر لڑائی کا فیصلہ ہوا چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی تائید کی لازماً کچھ علامتیں ہوتی ہیں ان علامتوں کی کسوٹی پر رکھ کر دیکھ لو کہ سچائی کس کے ساتھ ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی دوسرا مذہبی راہنما اس مقابلہ کے لئے آمادہ نہ بھی ہو تو میری طرف سے یہ دعوت پھر بھی قائم رہتی ہے۔ اور وہ شخص جو صدق دل سے صداقت کا متلاشی ہے اس کے لئے میرے گھر کے دروازے کھلے رہیں گے، وہ شوق سے آئے اور قادیان میں کچھ عرصہ میرے پاس قیام کرے۔ اگر عرصۂ قیام کے دوران اگر خدا تعالیٰ اسے کوئی واضح اور غیر مبہم نشان میری صداقت کا نہ دکھائے تو وہ شخص بیشک مجھے جھوٹا قرار دے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر سچائی روشن آفتاب کی طرح خود اپنی دلیل ہوتی ہے، اسے کسی مصنوعی سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر خدا تعالیٰ کسی کے ساتھ ہے تو اس کے لئے اس سے بڑھ کر صداقت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ خدا کا قرب بذاتِ خود اپنی صداقت کی آپ دلیل ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی اس صلائے عام کے نتیجہ میں قادیان کے آریوں نے ایک محضر نامہ آپ کی خدمت میں اس مضمون کا پیش کیا کہ آپ جو دُور دراز کے بسنے والے متلاشیانِ حق کو بھی قادیان آکر نشان دیکھنے کی دعوت دیتے ہیں۔ تو ہم جو آپ کے ہمسایہ میں رہتے ہیں ہمیں کیوں اس سے محروم رکھا جائے۔ اس خیرات کو گھر سے شروع کیجئے۔ اور ہمیں بھی خدا تعالیٰ کے قرب اور رحمت کا نشان دکھایئے۔ حضرت صاحب کی زندگی میں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اسلام کے احیائے نو کی عظیم الشان جدوجہد کی تاریخ میں یہ موقعہ ایک بلند اور عظیم سنگِ میل کی حیثیت رکھتا تھا۔ آپ کا قلبِ سلیم اس یقین سے پُر تھا کہ اسلام کی صداقت اور زندگی بخش قوت کو پرکھنے کے لئے، بلکہ ایک زندہ اور صاحبِ قدرت خدا کے وجود کا ثبوت طلب کرنے کے لئے آریہ مت نے اسلام کو جو چیلنج دیا ہے، اللہ تعالیٰ کی غیرت ضرور اس موقعہ پر جوش مارے گی۔ اور آپ کی گریہ وزاری کو قبول فرماتے ہوئے وہ اپنی غیر معمولی قدرت اور رحمت کا نشان دکھلائے گا......

چونکہ مرزا صاحب کا مشن عالمگیر تھا اس لئے آپ کو ایسا نشان چاہیئے تھا جو عالمگیر حیثیت کا حامل ہو اور سورج کی طرح مشرق و مغرب میں چمکے، اور آپ کے مشن میں براہِ راست ممد و معاون ہو۔ اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کا باعث بنے۔ اور اس کی برکتوں سے روئے زمین پر بسنے والی تمام قومیں حصہ پائیں۔ اس وقت آپ کی عمر پچاس برس سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اور ظاہراً زندگی کے بیشتر ایام گزر چکے تھے۔ دن بدن آپ کا یہ احساس شدت اختیار کرتا چلا

جا رہا تھا کہ خدمت کے دن تو تھوڑے رہتے جاتے ہیں اور اسلام کی فتح کا دن ابھی دور نظر آتا ہے۔ اس درد میں کتنی بے قراری تھی اور یہ کرب آپ کو کیسے کیسے تڑپاتا تھا اس کا کچھ اندازہ آپ کے بعض اشعار سے لگایا جا سکتا ہے۔ جن میں سے چند ایک مثال کے طور پر پیش ہیں ؎

پھر بہار دیں کو دکھلا اے مرے پیارے قدیر ÷ کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن
دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے ÷ اے مرے سورج دکھا اس دیں کے چمکانے کے دن
دل گھٹا جاتا ہے ہر دم جاں بھی ہے زیر و زبر ÷ اک نظر فرما کہ جلد آئیں ترے آنے کے دن
چہرہ دکھلا کے مجھے کر دیجئے غم سے رہا ÷ کب تلک لمبے چلے جائیں گے ترسانے کے دن
کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے ÷ کیا مرے دلدار تو آئے گا مر جانے کے دن[1]

دینِ اسلام کو سرخرو اور کامران دیکھنے کی یہ سخت بے قرار تمنا لئے آپ اپنے رب سے اس کی رحمت اور قربت کا نشان مانگنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اس غرض سے آپ نے ہوشیار پور کے قصبہ میں ایک مکان میں تنہا چالیس دن کے لئے گوشہ نشینی اختیار کی۔ چالیس دن شب و روز عبادت اور گریہ و زاری کرتے ہوئے آپ نے اپنے رب سے ایک ایسے باکمال فرزند کی ولادت کی التجا کی۔ جو دینِ اسلام کی فضیلت اور کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے ہر ضروری صفت سے متصف ہو۔ اور اسے دین اسلام کی کامیاب خدمت کی بھرپور توفیق عطا ہو۔

آپ نے چالیس روز کے بعد اس چلہ کے اختتام پر بذریعہ اشتہار یہ اعلان فرمایا کہ جو کچھ میں نے خدا سے مانگا تھا وہ اس نے اپنی بے پایاں رحمت اور کمال شفقت کے نتیجہ میں مجھے عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور ایک ایسے متصف بہ صفاتِ حسنہ ذی شان بیٹے کی ولادت باسعادت کی خوشخبری دی ہے جو اپنی غیر معمولی صفات اور عظیم الشان خدمتِ اسلام کے ذریعہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ آپ نے نشان کی طالب دنیا کو بتایا کہ

"اللہ تعالیٰ و اعلیٰ عزوجل خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے جل شانہ وعز اسمہ مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح و ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں

[1] تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ [illegible] مطبوعہ ۱۹۰۷ء

میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاوّل والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے وکان امرًا مقضیًا۔[1]

اس پیشگوئی کے شائع ہونے پر ہندوستان کے مذہبی دنگل میں جو ہنگامہ برپا ہوا اس کی تفصیل ایک الگ کتاب کی متقاضی ہے۔ اور اس موضوع پر متعدد رسالہ جات اور کتب شائع ہو چکی ہیں۔ ہم اس جگہ نہایت اختصار کے ساتھ محض پس منظر کو واضح کرنے کے لئے اس ملک گیر ردّ عمل کا خلاصہ درج کرتے ہیں جو اس پیشگوئی کے نتیجہ میں ظاہر ہوا۔

۱۔ بعض مخالفین جو نسبتاً زیادہ سنجیدہ تھے اس فکر میں مبتلا ہوئے کہ بیٹا تو اتفاقاً بھی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا یہ پیشگوئی اگر پوری بھی ہو جائے تو اسے کوئی خاص نشان قرار نہیں دیا جا سکتا۔

۲۔ حضرت مرزا صاحب کی بڑی عمر اور کمزور صحت کو دیکھ کر اور اس وہم میں مبتلا ہو کر کہ چونکہ آپ نے نعوذ باللہ خدا

---

[1] اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اوّل ص ۵۸ تا ۶۲ و مجموعہ اشتہارات جلد اوّل ص ۱۰۱ تا ۱۰۲

پر بہتان باندھا ہے انا لقین یہ یقین کر بیٹھے کہ بیٹا تو الگ رہا بیٹی بھی ان کو نصیب نہ ہوگی اور نعوذ باللہ یہ نامراد اور بعد از پیشگوئی۔ سب اولاد اس دنیا سے اٹھ جائیں گے۔

آیئے ہم اوّل الذکر فریق کے ردّ عمل کا تجزیہ کرتے ہیں۔ کیا واقعی پچاس سال سے متجاوز عمر کا ایک انسان جس کی تمام زندگی ایک مقصد کے حصول میں صرف ہوئی ہو۔ اور جس نے اپنی زندگی کے بیشتر ایام اور راتیں اس مقصد کے حصول میں صرف ہوئی ہو۔ اور جس نے اپنی زندگی کے بیشتر ایام اور راتیں اس مقصد کی پیروی میں انتہائی جسمانی۔ ذہنی اور روحانی مشقت کے ساتھ بسر کی ہوں، جس نے بکمال اپنے مال اور جان اور وقت اور عزت اور جذبات کو اس مقصد کی قربان گاہ کی بھینٹ چڑھا دیا ہو۔ کیا وہ اپنے عزیز ترین مقصد کو محض موہوم تمنا کی نذر کر سکتا ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک ایسا شخص جس کی اپنی زندگی ہر آن خطرے میں ہو اور چاروں طرف سے دشمن کے نرغے میں گھرا ہوا ہو۔ کیا ہندو اور کیا عیسائی، کیا سکھ اور کیا دیگر مذاہب کے پیروکار' ہر مذہب و ملت کے ماننے والے اس کے خون کے پیاسے ہوں حتّی کہ خود اپنے ہم مذہب اس خون کی پیاس میں کسی دوسرے سے پیچھے نہ رہے ہوں۔ غیر تو غیر خود اپنے آبائی گاؤں میں بسنے والے اپنے ہی خاندان کے افراد اس مذہبی عداوت میں غیروں پر بازی لے جا رہے ہوں۔ کون ہے جو ان حالات میں ایک ایسی من گھڑت پیشگوئی کرنے کی جرأت کرے۔ جس کے پورا ہونے کا انحصار دوسرے اتفاقات کے علاوہ لازماً اس اتفاق پر بھی مبنی ہو کہ پیشین گو پیشگوئی کے بعد ایک معقول مدت تک زندہ رہے گا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس کی رفیقۂ حیات کی زندگی کی ضمانت بھی اس وقت تک اس میں شامل ہو جب تک خدا تعالیٰ اس کی گود ایک موعود بیٹے سے ہری نہیں کر دیتا۔ ظاہر ہے کہ اگر صرف یہی اتفاقات پیش نظر ہوتے تو بھی کسی شخص کو اپنی صداقت اور کذب کا انحصار ان اتفاقات پر رکھنے کی جرأت نہ ہوتی۔ لیکن اتفاقات کا یہ سلسلہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا۔ پیشگوئی صرف ایک بیٹے کی پیدائش کی نہیں بلکہ ایک ایسے عظیم الشان فرزند کی ولادت کی ہے۔ جس کے آنے سے ایک روحانی انقلاب کی داغ بیل ڈالی جانے والی ہے۔ اس ضمن میں خود حضرت مرزا صاحب نے اپنے معترضین کو جو جواب دیا ہے، وہ آپ کے اپنے الفاظ ہی میں پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہ نے ہمارے نبی کریم۔ رؤف و رحیم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اَولیٰ و اکمل و افضل و اَتم ہے۔ کیونکہ مُردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جنابِ الٰہی میں دعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جائے اور ایسا مُردہ زندہ کرنا حضرت مسیح اور بعض

دیگر انبیاء علیہم السلام کی نسبت بائیبل میں لکھا گیا ہے جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے۔ اور پھر باوصف ان سب عقلی و نقلی جرح و قدح کے یہ بھی منقول ہے کہ ایسا مُردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا تھا۔ اور پھر دوبارہ اپنے عزیزوں کو دوہرے ماتم میں ڈال کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا تھا جس کے دنیا میں آنے سے نہ دنیا کو کچھ فائدہ پہنچتا تھا۔ اور نہ اُس کے عزیزوں کو کوئی سچی خوشی حاصل ہوتی تھی۔ سو اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی دُعا سے بھی کوئی روح دنیا میں آئی تو درحقیقت اس کا آنا نہ آنا برابر تھا اور بالفرض محال اگر ایسی روح کئی سال جسم میں باقی بھی رہتی، تب بھی ایک ناقص روح کسی رذیل یا دنیا پرست کی جو احد من الناس ہے۔ دنیا کو کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی؟ مگر اس جگہ بفضلہ تعالےٰ و احسانہٖ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی با برکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیائے موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مُردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے۔ اور اس جگہ بھی دعا سے یہ روح ہی منگائی گئی ہے۔ مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مرتد ہیں وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے بلکہ انکو بڑا رنج پہنچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ [1]

پس یہ امر خوب ذہن نشین رہے کہ محض ایک بیٹے کی ولادت کی پیشگوئی نہیں کی گئی۔ ایک ایسے فرزند جلیل کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ جو عمر پانے والا ہو گا نہایت زکی اور فہیم ہو گا۔ صاحب شکوہ عظمت اور دولت ہو گا قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ کلام اللہ یعنی قرآن کا نہایت گہرا فہم اسکو عطا ہو گا۔ اور اس خداداد فہم سے کام لے کر وہ قرآن کی ایسی عظیم الشان خدمت کی توفیق پائیگا کہ کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر ظاہر ہو۔ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ وہ عالم کباب ہو گا یعنی اسکے دورِ حیات میں ایسی عالمگیر تباہیاں آئیں گی جو سب دنیا کو بھون کر رکھ دینگی۔ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ کیا یہ تمام صفات اور ان کے علاوہ اور بہت سی خصوصیات جو اس موعود بیٹے کی بیان کی گئی ہیں محض ایک کے بعد دوسرے رونما ہونے والے اتفاق پر آس لگا کر بیان کی جا سکتی ہیں؟

---

[1] تبلیغ رسالت جلد اول ۳۵، ۳۶۔ اشتہار ۲۰ مارچ ۱۸۸۶ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد اول ۱۱۴ و ۱۱۵

مکرم عبدالرحیم صاحب راٹھور

اور گُلہائے عقیدت لے کے آئی ہے ہزار

صد مبارک! خوب ہے بستانِ احمدؐ میں بہار
ہر طرف گُلہائے رنگیں ہیں قطار اندر قطار

ہو چکا آخر زمستاں فصلِ گُل جوبن پہ ہے
پُر فضا موسم، اُفق پر رونقِ ابرِ بہار

سبزہ ہے، گُل ہیں، مہک ہے، آبِ جُو ہے، نغمہ ہے
روح افزا ہے ہوا اور پُرسکون باغِ انار

عندلیبِ خوشنوا ہے شاخِ گُل پر نغمہ خواں
اور گُل ہائے عقیدت لیکے آئی ہے ہزار

مُصلحِ موعود والی پیشگوئی کا یہ دن
بست و دو، ہفتاد و ہشت، بستم صدی ہفتم ہزار

اہلِ دانش کی نظر میں خوب تر نوروز سے
اس میں ظاہر ہو رہا ہے چہرۂ پروردگار

اس میں پنہاں ہستیٔ باری تعالیٰ کا نشاں
اور قرآنی صداقت کا ہے یہ نصف النہار

اس کے مصداقِ حقیقی پسرِ موعود ہیں
احمدؐ مرسل کے فرزندِ گرامی کامگار

مُصلحِ موعود حق، فرخ سیر فضلِ عمرؓ
کر گئے ہیں شانِ فاروقی جہاں میں آشکار

گیسوئے دینِ محمدؐ کو سنوارا عمر بھر
تیغِ برہانِ الٰہی کو بنایا آبدار

گلشنِ احمدؐ بنا ہے آج فردوسِ بریں
سرو ہیں، شمشاد ہیں، اس میں صنوبر اور چنار

تُرکِ احمر، زرد چینی اور ازرق یافثی
شام کے ابدال اور شہزادگانِ زنگبار

کس نے کی تبلیغ انکو، کس نے پہنچایا ہے حق
روز و شب کس نے گزارے حق کی خاطر بیقرار

زنگیوں میں کس نے پھیلائی ہے حق کی روشنی
کس نے بھیجے ہیں مبشر باسلیقہ، باوقار

اُن کی تُربت پر ہے رحمت کے فرشتوں کا نزول
روز و شب پڑتی ہے اُس پر فضل و رحمت کی پھوار

جناب مبشر احمد صاحب راجیکی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وہ آفتابِ ہدایت وہ رہبرِ کامل
وہ جس کو موردِ فضلِ عظیم کہتے ہیں

ہے جس کا اسمِ گرامی محمدؐ و احمدؐ
ہے جس کی ذات رؤف و رحیم کہتے ہیں

اُسی کے خلق سے پھیلی ہیں شفقتوں کی حدود
اُسی کے خُلق کو خُلقِ عظیم کہتے ہیں

اُسی کے عزم نے اُلٹی ہے بُتگری کی بساط
اُسی کے عزم کو عزمِ صمیم کہتے ہیں

اُسی کی عقل سے روشن ہیں حکمتوں کے چراغ
اُسی کی عقل کو عقلِ سلیم کہتے ہیں

اُسی کا سانس حقیقت میں ہے دمِ عیسےٰؑ
اُسی کے ہاتھ کو دستِ کلیمؑ کہتے ہیں

اُسی کا روئے مبارک ہے مطلعِ انوار
اُسی کے قلب کو عرشِ عظیم کہتے ہیں

اُسی کا در ہے مبشّر درِ وصالِ خدا
اُسی کی رہ کو رہِ مستقیم کہتے ہیں

جناب شیخ نور احمد صاحب منیر

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم
کا
بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں اسوۂ حسنہ

(یہ مضمون اجتماع انصار اللہ ۱۹۷۷ء میں پڑھا گیا)

ارشاد ربانی ہے۔

لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

تمہارے لئے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مثالی اور نیک نمونہ ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ بچوں کی تربیت میں نہایت ہی اہم اور بنیادی امور پر مشتمل ہے۔ اور اگر ہم حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے ان بیان فرمودہ اصولوں کے مطابق بچوں کی تربیت کریں تو ہماری اولاد اور ہمارے بچے ہمارے لئے قرۃ العین ہوں گے اور ان کے اخلاق اعلےٰ معیار کے ہوں گے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بچہ کی پیدائش سے پہلے ہی آنے والے بچہ کے لئے دعا کرتے رہو کہ وہ شیطانی تصرفات سے محفوظ رہے۔ چنانچہ فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو۔

اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا

اے میرے خدا ہمیں شیطان سے بچا اور اس بچے کو بھی شیطان سے بچا۔ جو تو ہمیں عطا کرے۔ اس دعا کا عملی اثر یہ ہوگا کہ والدین خود بھی تربیتی لحاظ سے بچوں کے لئے ایک عمدہ مثال قائم کریں گے۔ اور بچہ کی تربیت کا غیر معمولی التزام سے خیال رکھیں گے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس دعا کی تاثیر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ (بخاری کتاب الدعوات)

اگر ان کے لئے کوئی بچہ مقدر ہو تو وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں پہلی راہ نمائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ ہے کہ بچہ کے نیک ہونے کے لئے دعا کرتے رہنا چاہیے۔

(۲)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت مبارکہ تھی کہ آپ بچے کی پیدائش پر دائیں کان میں اذان کے کلمات کا ورد فرمایا کرتے تھے۔ اور بائیں کان میں اقامت کے کلمات کا ورد فرمایا کرتے تھے۔ ان کلمات کے ورد کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ بچہ آئندہ زندگی میں توحید کے عقیدہ پر پختگی سے عامل ہو۔ حب اللہ اور حب الرسول اس کا ایمان ہو۔ شرک سے بیزار ہو۔ نماز کا پابند ہو۔ خدا تعالےٰ کی کبریائی کا معترف ہو۔ اور اسی کو اپنا معبود بنائے۔

یہ عمل مبارک ایک مسلمان کے لئے بنیادی نکتہ ہے کہ بچہ کی صحیح اور خوشکن تربیت جس کے اثرات اور ثمرات بھی مسرت انگیز ہوں۔ وہ توحید اور حُبّ الرسول کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ توحید نیکیوں کا وہ سرچشمہ ہے جس کے ذریعہ اعلےٰ روحانی اور اخلاقی خصوصیات کی توفیق ملتی ہے۔

(۳)

جب بچہ بڑا ہو جائے اور وہ سات سال کی عمر تک پہنچ جائے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ (ابوداؤد)

بچے جب سات سال کے ہوں تو حکماً نماز کی تلقین کرو۔ اور اگر وہ دس سال کی عمر میں نماز ادا نہ کریں تو ان کو اس پر سزا دو۔

اس ارشاد نبوی سے مقصد ہی یہ ہے کہ بچوں کو بچپن سے ہی نماز کا عادی بنایا جائے تاکہ بڑے ہو کر اس فریضۂ اسلام میں سستی اور غفلت نہ کریں۔ کیونکہ بچپن میں تلقین اور مواظبت کا گہرا اثر ہوتا ہے اور اس کے نقوش دائمی ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں اَلتَّعَلُّمُ فِی الصِّغَرِ کَالنَّقْشِ عَلَی الْحَجَرِ۔ بچپن میں کسی چیز کی جو تعلیم دی جائے۔ وہ ایسا ہی پختہ اور دائمی اثر رکھتا ہے جیسا پتھر پر نقش۔

نماز کے متعلق یہ ارشاد نبوی بہت ہی اہم ہے۔ مگر والدین اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ لفظ مُرُوْا میں ایک نکتہ ہے کہ بچہ کو حکماً نماز کی تلقین کرو۔ تو پہلے والدین کو خود اس کے لئے نمونہ بننا ہوگا۔ اور اس کے بعد ہی وہ اپنے بچوں کو نماز کی تلقین کر سکیں گے۔ اس ارشاد نبوی سے مقصد تعلق باللہ ہے۔ اور روحانیت کا حصول ہے۔

(۴)

بچوں کی تربیت کے سلسلہ [illegible]

ذہن نشین رکھنا چاہیئے۔

+ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ وَ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ کَمَا تُنْتَجُ الْبَھِیْمَةُ بَھِیْمَةً جَمْعَاءَ ھَلْ تُحِسُّوْنَ مِنْ جَدْعَاءَ (البخاری)

ترجمہ۔ ہر بچہ صحیح فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ بعد ازاں بچہ کے والدین اس کو یہودی عیسائی یا مجوسی (صفات و اخلاق کا) بنا دیتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ہر مادہ پورا بچہ (کامل الخلقت) جنتی ہے۔ اور تم ان میں سے کوئی کان کٹا بچہ نہیں دیکھتے۔

اس ارشاد نبوی میں اولاد کی تربیت اور بچوں کی اخلاقی نگہداشت کے لئے اعلیٰ مثال اور تشبیہ دے کر والدین کو کلیتہً ذمہ وار اور نگران قرار دیا ہے۔ جو والدین بچوں کی تربیت کے لئے اپنے آپ کو نگران نہیں سمجھتے۔ ان کے لئے یہ ارشاد حجت قاطعہ کا رتبہ رکھتا ہے۔ بچوں میں اخلاقی نقائص اور اعتقادی کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس میں والدین اور سرپرستوں کی غفلت کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ عدم تربیت کی وجہ سے بچہ الحاد اور بے راہ روی اختیار کر جاتا ہے۔ جن بچوں کی اخلاقی اور اعتقادی تربیت کی جاتی ہے۔ ایسے بچے ہی ہونہار ہوتے ہیں اور قوم کے مستقبل کے معمار بن کر اپنے ملک اور خاندان کو چار چاند لگاتے ہیں۔ اور والدین کے لئے ایسے بچے قرۃ العین کا درجہ رکھتے ہیں۔

~~~(۵)~~~

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں ایک عظیم ارشاد فرمایا ہے کہ

اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَاَحْسِنُوْا اَدَبَھُمْ

اپنے بچوں کی عزت کرو اور ان کی تربیت اچھے انداز سے کرو۔

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ والدین اپنے بچوں کے ساتھ عزت اور وقار کا سلوک کریں۔ جس میں عزت نفس پائی جائے۔ اور ان کی تربیت و تعلیم کا خاص خیال رکھیں۔ اور اس میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی نہ کریں۔ کامیاب والد وہی ہوتا ہے۔ جو اپنی اولاد کو علمی اور عملی لحاظ سے اپنے سے بہتر حالت میں چھوڑ کر جاتا ہے۔ اور ایسی اولاد اپنے والدین کو ہمیشہ خیر سے یاد کرتی ہے۔

الغرض اولاد کے اکرام اور ان کی تعلیمی و تربیتی نگہداشت کے متعلق یہ ارشاد نبوی عظیم حکمت اور دور رس خوشکن نتائج پر مشتمل ہے۔ بچوں کی تربیت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
~~~

+ لِاَنْ یُؤَدِّبَ اَحَدُکُمْ وَلَدَہٗ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ کُلَّ یَوْمٍ بِصَاعٍ۔

بچہ کو ادب سکھلانا روزانہ ایک صاع کے صدقہ سے بہتر ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا

+ یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَھْلِکَ فَسَلِّمْ تَکُنْ بَرَکَۃً عَلَیْکَ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِکَ۔

کہ اے میرے بیٹے جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کہہ۔ اس سے تجھ پر اور تیرے گھر والوں پر بھی برکت ہوگی۔

بچوں تربیت کے لئے اسلامی شعار کی پابندی بہت ضروری ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنا اسلامی شعار ہے اور اس کا رواج کثرت سے ہونا چاہیئے۔ نیز آپ نے فرمایا۔ یُسَلِّمُ الصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ چھوٹا بڑے کو سلام کہے۔ اس سے تربیت کرنی مقصود ہے۔

——(۶)——

ایک موقعہ پر کھانا کھاتے وقت ایک بچہ نے اپنی نادانی سے غلطی کی تو فرمایا:-

• کُلْ بِاسْمِ اللّٰہِ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ

اللہ کا نام لے کر کھانا کھاؤ۔ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

بظاہر یہ ارشاد معمولی ہے مگر یہ بہت ہی دور رس اخلاقی امور پر مشتمل ہے اور بچہ کو با اخلاق بناتا ہے۔

——(۷)——

ایک موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کھجور کا ڈھیر موجود تھا اور یہ صدقہ کی کھجوریں تھیں جو صرف غرباء اور محتاجوں کا حق ہے۔ حضرت حسنؓ نواسہ رسول نے ایک کھجور منہ میں ڈال لی۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا اِرْمِ اِرْمِ۔ پھینکو فوراً پھینکو۔ بہت بُری بات ہے۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ یہ تو صرف غرباء اور محتاجوں کا حق ہے تم نے تو غرباء کی خدمت کرنی ہے۔ اور ان کا حق کھانا ناجائز ہے۔ آپ نے خودداری پیدا کرنے کے لئے اور حقوق الفقراء کی طرف توجہ دلانے کے لئے کیسا ہی اعلیٰ انداز اختیار فرمایا۔

——(۸)——

ایک دفعہ کئی بچے ایک جگہ اکٹھے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ آؤ میں تم کو اذان سکھلاؤں۔ آپ نے ان بچوں سے اذان کہلوائی۔ یہ بھی تربیت کا ایک بہت ہی اعلیٰ طریقہ اور ذریعہ ہے۔

—(۹)—

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بچہ کھجور کے درخت سے کچھ کھجوریں گرانے کے لئے پتھر مار رہا تھا۔ بعض صحابہ کرامؓ اس کو پکڑ کر حضور کی خدمت میں لے آئے اور یہ معاملہ پیش کیا۔ اس پر آپ نے اس بچہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"جو کھجوریں از خود گریں ان کو اٹھا لیا کرو مگر پتھر نہ مارا کرو۔"

آپ نے اس کے سر پر شفقت سے اپنا دست مبارک رکھا اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ یہ واقعہ بتلاتا ہے کہ تربیت میں سختی اور درشتی اختیار نہیں کرنی چاہیئے۔

—(۱۰)—

انصاری بچوں کا ایک جم غفیر کھیل کود میں مشغول تھا۔ اتفاق سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا گزر ان کے پاس سے ہوا۔ سب نے فرط ادب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ آپ نے وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ فرمایا۔ نیز آپ نے فرمایا۔ مجھے تم سے بہت ہی محبت ہے۔ یہی وہ انصاری بچے تھے جو آپ پر قربان تھے۔ اور جو آپ کے ساتھ ننگے پاؤں میدان جنگ میں پہنچ جاتے۔ اور اگر آپ ان کو ان کی کم سنی کی وجہ سے اجازت نہ دیتے تو وہ رونا شروع کر دیتے۔ آپ ان میں سے بعض کو جنگ میں شرکت کی اجازت دے دیتے۔ معاذ اور معوذ دو کمسن بچے تھے جنہوں نے جنگ میں شمولیت کی۔ اور مشہور دشمن ابوجہل کا سر قلم کیا۔ حضرت براء بن عازب کو کم سنی کی وجہ سے جنگ بدر میں شرکت کی اجازت نہ دی گئی۔ آپ نے زور زور سے رونا شروع کر دیا۔

آپ بچوں کے ساتھ لطیف مزاح بھی فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک بچہ ابو عمیر نامی کی چڑیا مر گئی۔ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا۔ یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ۔ اے ابو عمیر تمہاری چڑیا کو کیا ہوا۔ بچوں کی نفسیات کا تقاضہ یہ ہے کہ ان سے تعلق اور اُنس رکھا جائے۔ ہمارے بزرگ بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں اس طریقہ پر اگر عمل کریں تو انکو بہت ہی کامیابی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ تعلق کا اثر بچے کے دل و دماغ پر گہرا ہوتا ہے۔

حضور فرماتے ہیں۔ مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يَعْرِفْ حَقَّ كَبِيْرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا کہ جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کے حق کو بھی نہیں جانتا اس کا ہم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس میں بڑوں کو تلقین فرمائی کہ وہ بچوں پر رحم کریں اور بچوں کو تلقین فرمائی کہ وہ بڑوں کو عزت و احترام سے دیکھیں۔

میرے انصار بھائیوں کے فرائض میں سے ہے کہ وہ نئی پود اور نسل کی اس انداز سے تربیت کریں کہ آج کے بچے احمدیت کے بہترین امین ہوں اور ان کے اندر ایسی صلاحیتیں ہوں کہ وہ روحانیت نیکی اور تقویٰ کے علمبردار ہوں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر آمین۔

از مکرم عبدالرحمٰن صاحب شاکر ربوہ

نواب سیّد صدیق حسن خان بھوپالوی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"منجملہ خدا تعالیٰ کے نشانوں کے جو میری تائید میں ظاہر ہوئے نواب صدیق حسن خان وزیر ریاست بھوپال کے بارہ میں نشان ہے اور وہ یہ ہے کہ نواب صدیق حسن خان نے بعض اپنی کتابوں میں لکھا تھا کہ جب مہدی موعود پیدا ہوگا تو غیر مذاہب کے سلاطین گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور یہ ذکر کرتے کرتے یہ بھی بیان کر دیا کہ چونکہ اس ملک میں سلطنت برطانیہ ہے۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کے ظہور کے وقت اس ملک کا عیسائی بادشاہ اسی طرح مہدی کے روبرو پیش کیا جائے گا۔ یہ الفاظ تھے جو انہوں نے اپنی کتاب میں شائع کئے تھے جو اب تک ان کی کتابوں میں موجود ہیں اور یہی موجب بغاوت سمجھے گئے۔ اور یہ انکی غلطی تھی کہ انہوں نے ایسا لکھا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۴) مگر چونکہ نواب صدیق حسن خان کے دل میں خشک وہابیت کا خمیر تھا۔ اس لئے انہوں نے غیر قوموں کو صرف مہدی کی تلوار سے ڈرایا اور آخر پکڑے گئے۔ اور نواب ہونے سے معطل کئے گئے۔ اور بڑی انکساری سے میری طرف لکھا کہ میں ان کے لئے دعا کروں۔ تب میں نے انکو قابلِ رحم سمجھ کر اس کے لئے دعا کی۔ تو خدا تعالیٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ سرکوبی سے اسکی عزت بچائی گئی۔

میں نے یہ اطلاع بذریعہ خط انکو دے دی۔ اور کئی اور لوگوں کو بھی جو ان دنوں میں مخالف تھے یہی اطلاع دیدی۔ چنانچہ منجملہ ان کے حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر حال پنشنر ساکن امرتسر اور مولوی محمد حسین بٹالوی ہیں۔ آخر کچھ مدت کے بعد گورنمنٹ کا حکم آ گیا کہ صدیق حسن خان کی نسبت نواب کا خطاب قائم رہے گویا یہ سمجھا گیا کہ جو کچھ اس نے بیان کیا ایک مذہبی پرانا خیال ہے جو ان کے دل میں تھا بغاوت کی نیت نہ تھی۔ نواب صدیق حسن خان پر جو یہ ابتلاء پیش آیا۔ وہ بھی میری ایک پیشگوئی کا نتیجہ ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ انہوں نے میری کتاب براہین احمدیہ کو چاک کر کے واپس بھیجدیا تھا۔ میں نے دعا کی تھی کہ انکی عزت چاک کر دی جائے۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۴ طبع پنجم ۱۹۶۸ء)

نواب سید صدیق حسن خان صاحب بخاری مصنف حجج الکرامہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۳۲ء کو بمقام بریلی پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام اولاد حسن خان تھا۔ ابھی آپ پانچ سال کے ہی تھے کہ والد کا انتقال ہوگیا۔ آپ کی والدہ نے بچوں کو بڑی تنگی سے پالا۔ آپ کو مختلف مقامات پر تعلیم کی غرض سے بھجوایا۔ اور حدیث۔ فقہ وغیرہ علوم اسلامیہ کی تعلیم دلوائی آپ کے والد (جو حضرت سید احمد صاحب بریلوی شہید بالاکوٹ کے مرید تھے اور بہت پرہیزگار آدمی تھے) نے اپنے شیعہ والد کی لاکھوں روپے کی جائداد جو ورثے میں ان کا حق بنتا تھا لینے سے انکار کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خاندان کے دوسرے شرکاء مالامال ہو گئے۔ اور صدیق حسن معہ برادران غریب ہو گئے۔

آخر کار مولانا صدیق حسن صاحب نے اپنے گھر کی حالت دیکھ کر ملازمت کی نیت سے بھوپال کا سفر اختیار

کیا۔ مگر چونکہ کسی کا وسیلہ نہ تھا اس لئے کوئی کام نہ مل سکا۔ آخر آپ نے بھوپال کے مدار المہام سید جمال الدین صاحب[1] کو درخواست پیش کی۔ اس پر تیس روپے ماہوار کی ایک ملازمت مل گئی۔ مگر وہ ان کے اور گھر کے اخراجات کے لئے کافی نہ تھی۔ تاہم آپ بہت محنت سے کام کرتے رہے۔ اور کچھ عرصہ بعد میر دبیر بنا دیئے گئے۔ اور تنخواہ پچاس روپے ماہوار ہو گئی۔ مگر بعض حاسدین نے سازش کر کے ان کو وہاں سے نکلوا دیا۔ اور آپ بھوپال سے کانپور چلے آئے۔ وہاں پہنچتے ہی ۱۸۵۷ء کا سانحہ پیش آ گیا اور بڑی مشکل سے اور خطرات سے گزر کر اپنے وطن قنوج پہنچے۔ ان دنوں مالی حالت بالکل صفر تھی۔ تاہم ان کے والد کے دوست ان کی مدد کرتے رہے اور گزر اوقات ہوتی رہی۔

ان حالات میں نواب سکندر بیگم صاحبہ والیہ بھوپال کا خط آپ کو ملا کہ آپ فوراً بھوپال آ جائیں۔ مولوی صاحب وہاں چلے تو گئے مگر گروہِ حاسدین نے ان کے پاؤں نہ جمنے دیئے اور آپ مایوس ہو کر ٹونک چلے گئے۔ ٹونک میں آپ کو سید جمال الدین صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کے خطوط ملے کہ آپ پھر بھوپال آئیں اور اپنے سابقہ رویہ پر معافی چاہی۔ چنانچہ اگست ۱۸۵۹ء میں آپ تیسری مرتبہ پھر بھوپال آئے۔ اور سرکاری حکم سے تاریخ بھوپال لکھنے پر مامور ہوئے وہیں پر ۱۸۶۱ء میں ذکیہ بیگم صاحبہ بنت سید جمال الدین صاحب موصوف سے شادی ہو گئی۔ اور آپ ریاست کے عمائدین میں شمار ہونے لگے۔ ۱۸۶۹ء میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔

نواب سکندر بیگم کے بعد نواب شاہ جہان بیگم ملکہ بھوپال ہوئیں۔ انہوں نے مولوی صدیق حسن صاحب کو اپنا پرائیویٹ سیکرٹری مقرر فرمایا۔ اور خان صاحب کا خطاب بھی عطا کیا۔ چونکہ یہ ملکہ بھوپال جوانی میں ہی بیوہ ہو گئیں تھیں۔ لہذا ۱۸۷۱ء میں انہوں نے گورنمنٹ آف انڈیا کی اجازت سے عقدِ ثانی مولوی صدیق حسن خان صاحب سے کر لیا۔ (اس سے قبل مولوی صاحب کی پہلی بیوی ذکیہ بیگم بنت جمال الدین صاحب فوت ہو چکی تھیں۔) نواب شاہ جہان بیگم ملکہ بھوپال نے اپنے مرحوم خاوند کے خطابات ناظر الدولہ نواب والاجاہ امیر الملک بھی مولوی صاحب موصوف کے لئے گورنمنٹ سے منظور کروا لئے۔ اور ۷۵۰۰۰ روپے کی جاگیر بھی ان کے نام کر دی۔ نیز گورنمنٹ آف انڈیا نے نواب صدیق حسن خان کے لئے ۱۷ توپ کی سلامی کی بھی منظوری دے دی۔

نواب صاحب فرقہ اہلحدیث کے بڑے مشہور لیڈر تھے۔ آپ نے قریباً ۹۰ کتب دینیہ لکھیں۔ جن میں "حجج الکرامہ فی آثار القیامہ" بہت مشہور ہے۔ "ترجمان الوہابیہ" بھی انہی کی تصنیف ہے۔

مشہور انقلابی مفکر سید جمال الدین افغانی جو پان اسلام ازم کے بانی تھے اور جن کو کوئی مسلم حکومت پناہ دینے

---

[1] یہ وہی منشی جمال الدین صاحب ہیں جن کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا نور الدین صاحبؓ نے اپنی سوانح حیات "مرقاۃ الیقین فی حیات نور الدین" میں بڑی محبت سے کیا ہے۔

دورہ کرتے ہوئے ہندوستان آئے اور بھوپال گئے۔ وہاں پر تین چار لیکچر بھی دیئے۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ انگریزوں کو شمال مغربی سرحد کی طرف سے روس کے حملہ کا خطرہ ہر وقت آتشِ زیرپا رکھتا تھا اور اس کے ساتھ اگر کوئی لفظ جہاد۔ جہدی۔ پان اسلام ازم وغیرہ کا نام لے لیتا۔ تو انگریزوں کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگتی تھیں۔

ان دنوں انگلستان کا وزیر اعظم ولیم گلیڈسٹون سخت معاند اسلام تھا۔ ہر ممکن موقعہ پر وہ مسلمانوں کو زک دینے کے لئے تیار رہتا تھا۔ ٹرکی کی حکومت کو وہ وحشی اور غیر مہذب حکومت سمجھتا تھا۔ ٹرکی کی مرغی کو اسی نے رواج دیا تھا کیونکہ یہ پل کر بہت موٹی ہو جاتی ہے۔ اور کھانے میں بہت لذیذ ہوتی ہے۔ چنانچہ انگلستان میں کرسمس کے موقعہ پر "ٹرکی" کے بغیر ضیافت ادھوری سمجھی جاتی ہے۔ اس شخص کی اسلام دشمنی کے پیشِ نظر اکبر الٰہ آبادی نے یہ شعر کہا ہے ؎

جو مرے بربادئ اسلام کی تلقین میں ٭ قبر اس کی ہو گلیڈ اسٹون کی پائین میں

ایسا شخص کیونکر برداشت کر سکتا تھا کہ انگریزوں کی ایک باجگذار ریاست بھوپال میں سید جمال الدین افغانی حریت پرور تقریریں کرے۔ چنانچہ اس کے اشارہ سے مولانا جمال الدین افغانی کو بھوپال سے نکلوا دیا گیا۔

اس شبہ پر کہ جمال الدین افغانی ضرور نواب سید صدیق حسن خان سے ملے ہوں گے اور انگریزوں کے خلاف گفتگو ہوئی ہوگی اس لئے گورنمنٹ آپ سے بدظن ہو گئی۔ انہی دنوں آپ نے مہدی سوڈانی محمد احمد کو کچھ مالی امداد بھی دی۔ آپ پر یہی الزام لگا کہ ریاست کے مہاجنوں کو تنگ کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ بھی الزام آیا کہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو اچھے اچھے عہدوں پر فائز کرایا ہے۔ ریاستوں میں درباری سازشیں بھی درپردہ کام کر رہی ہوتی ہیں۔ مزید برآں نواب شاہ جہان بیگم کی پہلے خاوند سے بیٹی نواب سلطان جہاں بیگم جو ولیعہد بھی تھیں نواب صدیق حسن خان صاحب کے سخت خلاف تھیں۔

بھوپال کے ریذیڈنٹ سر لیپل گریفن (مصنف پنجاب چیفس) نے گورنمنٹ آف انڈیا کو رپورٹ دی جو نواب صاحب کے سخت خلاف تھی۔ جس کے نتیجہ میں نواب صدیق حسن صاحب کے تمام خطابات، توپوں کی سلامی وغیرہ ضبط کر لئے گئے اور آپ کو اپنے عالی شان محل "نور محل" میں قید کر دیا گیا۔ دن کے وقت وہ اپنی بیوی ملکہ بھوپال سے ملاقات بھی نہ کر سکتے تھے۔ اور صرف رات گذارنے کے لئے ملکہ کے محل "تاج محل" میں جا سکتے تھے آٹھ ماہ تک یہی حالت رہی۔ پھر ملکہ بھوپال نے کلکتہ جا کر وائسرائے لارڈ ڈفرن سے نواب صاحب کے لئے سفارش کی۔ اور ان کی طرف سے معافی مانگی تو صرف اتنی اجازت ملی کہ نور محل میں ملکہ بھوپال اور مولوی صاحب اکٹھے رہ سکتے ہیں۔

یہی وہ زمانہ ہے جبکہ امام الزمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جری اللہ فی حلل الانبیاء نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب براہین احمدیہ (۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک) چار جلدوں میں شائع فرمائی تھی۔ اس وقت حضور کے پاس اس قدر فنڈ نہ تھا چنانچہ دعائیں کرنے کے بعد الہام ہوا کہ

وَهُزِّيْ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا (سورۂ مریم)

اس حکم الٰہی پر عمل کرتے ہوئے اوّل تو حضور نے خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست پٹیالہ کی طرف خط لکھا انہوں نے دو اقساط میں ۵۰۰ روپے بھجوا دیئے۔ اور کتاب باوجود نومیدی کے چھپ گئی۔ حضور نے مختلف رؤسا اکابر کو بھی خطوط لکھے۔ محترم خلیفہ محمد حسن صاحب کے علاوہ بعض اور اہل دل حضرات نے حضور کی تحریک پر توجہ دی۔ مثلاً مرزا محمد علاؤ الدین صاحب رئیس لوہارو ۴۰ روپے۔ نواب سر وقار الامراء اقبال الدولہ صاحب حیدر آباد دکن ۱۰۰ روپے۔ محمد افضل خان صاحب ۱۱۰ روپے نواب صاحب مالیر کوٹلہ ۱۰۰ روپے۔ شیخ محمد بہاء الدین صاحب وزیر اعظم جونا گڑھ ایک ہزار روپے۔

اسی سلسلہ میں حضرت اقدسؑ نے نواب صدیق حسن صاحب کو بھی لکھا۔ پہلے تو انہوں نے کتب کی خریداری کا وعدہ کیا مگر بعد میں دستکش ہو گئے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"کچھ عرصہ گذرا اس خاکسار نے ایک نواب صاحب کی خدمت میں کہ جو بہت پارسا طبع اور متقی فضائل علمیہ اور قال اللہ اور قال الرسول سے بدرجہ غایت خبر رکھتے ہیں۔ کتاب براہین احمدیہ کی اعانت کے لئے لکھا تھا۔ سو اگر نواب اس کے جواب میں لکھتے کہ ہماری رائے میں یہ کتاب ایسی عمدہ نہیں ہے جس کے لئے کچھ مدد کی جائے افسوس نہ تھا مگر صاحب موصوف نے پہلے تو یہ لکھا کہ پندرہ بیس کتب ضرور خرید لیں گے اور پھر دوبارہ یاد دہانی پر یہ جواب آیا کہ دینی مباحثات کی کتابوں کا خریدنا یا انہیں کچھ امداد دینا خلاف منشاء گورنمنٹ انگریزی ہے۔ اس لئے اس ریاست سے خرید وغیرہ کی امید نہ رکھیں۔ سو ہم بھی نواب صاحب کو امید گاہ نہیں بناتے۔ بلکہ امید گاہ خداوند کریم ہی ہے۔ اور وہی کافی ہے۔ خدا کرے گورنمنٹ انگریزی نواب صاحب سے بہت خوش رہے۔"

حضور علیہ السلام کو نواب صدیق حسن صاحب کے اس جواب پر زیادہ رنج اس وجہ سے ہوا کہ نواب صاحب نے پہلے تو کتابوں کا پیکٹ وصول کر لیا۔ مگر کھول کر جب پڑھا تو اپنے پرانے خیالات کی وجہ سے کچھ ایسے بگڑے کہ دوبارہ نہایت بُری طرح پیکٹ بنا کر واپس بھیجدیا۔ نہ معلوم خود غصہ سے کتابیں پھاڑ دیں۔ یا اس لاپرواہی سے پیکٹ بنوایا کہ کتابیں پھٹ گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پھٹی ہوئی کتابوں کا پلندہ جب حضرت اقدس کو وصول ہوا۔ بھلا جو کتابیں اس قدر

خونِ جگر کھا کر محض خدمتِ دین کے لئے لکھی گئی تھیں۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو بہت رنج ہوا۔ؔ

شیخ حامد علی صاحب (جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ قادیان کے ماموں اور خسر) جو حضرت کے خادم خاص تھے بیان کرتے ہیں اس بُری حالت اور کتب کو اس بُری طرح پھٹا دیکھ کر آپ کا رنج اور غصہ سے چہرہ متغیر اور سرخ ہوگیا۔ آپ اس وقت صحن میں چہل قدمی فرما رہے تھے اور آپ کی طبیعت نہایت بیقرار تھی۔ اسی حالت میں ٹہلتے گئے اور بالکل خاموش تھے کہ یکایک آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ

"اچھا تم اپنی گورنمنٹ کو خوش کر لو۔"

خدا جانے کس درد سے آپ کے دل سے یہ کلمہ نکلا کہ بقول مولانا روم ؎

تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد ٭ ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد

براہین احمدیہ کی جلد ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئی۔ اور ۱۹ اکتوبر ۱۸۸۵ء کو نواب صدیق حسن خان صاحب کے تمام خطابات ضبط کر لئے گئے۔

غرض اس وقت سے نواب صاحب کے مصائب کا آغاز ہوا۔ دوبارہ سازشیں، شماتتِ اعداء، خود ولیٔ عہد نواب سلطان جہاں بیگم (والدہ نواب سر حمید اللہ خان صاحب مرحوم) کی مخالفت۔ جب چاروں طرف سے مایوسی اور ٹکا می نے آن گھیرا۔ تو نواب صاحب نے حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے ایک پرانے ملنے والے حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری ضلعدار نہر (جو کہ خود نواب صاحب کی طرح اہلحدیث تھے) کو قادیان بھجوایا اور معافی کی درخواست کی۔ حافظ محمد یوسف صاحب نے بھی نواب صاحب کی سفارش کی اور دعا کے لئے عرض کیا۔ پہلے تو حضرت نے انکار فرمایا مگر حافظ صاحب پر حضور بڑے مہربان تھے اس لئے انہوں نے بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ اور بار بار عرض کرتے رہے، آخر حضور نے دعا کا وعدہ فرمایا۔ حافظ صاحب کہتے ہیں کہ میں اس وقت تک قادیان سے نہ ہلا۔ جب تک کہ دعا نہ کرالی۔ آخر حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ

"میں نے دعا کی ہے نواب صاحب کو چاہیئے کہ خود بھی توبہ کریں۔ اللہ تعالےٰ توبہ قبول کرنیوالا ہے وہ رحم فرمائے گا اور وہ حکومت کے اخذ سے بچ جائیں گے۔"

اس کے بعد حافظ محمد یوسف صاحب نے نواب صاحب کی طرف سے براہین احمدیہ کی خریداری کی درخواست

ؔ اس کتاب کی اشاعت کے لئے حضور نے بڑی تکلیف اٹھائی۔ کاپیاں کاتب سے لکھوا کر خود پڑھتے۔ پھر انہیں لیکر امرتسر جاتے بعض دفعہ ۳۶ میل کا فاصلہ پیدل طے کرنا پڑا۔ عیسائیوں کے پریس پر زیادہ اجرت دیکر چھپوائی۔ شیخ نور احمد صاحب نے اپنے رسالہ "نور احمد" میں پوری تفصیل اس کتاب کی طباعت کی درج کردی ہے جو قابل ملاحظہ ہے۔

از مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ مبلغ انگلستان

انگلستان کے چند عیسائی تبلیغی فرقے

—— (ترجمہ حسن محمد خان صاحب عارف) ——

مسٹر بشیر احمد صاحب آرچرڈ انگلستان کے شہر گلاسگو میں ایک نہایت مخلص اور محنتی مبلغ ہیں۔ آپ نے ایک لمبا عرصہ امریکہ میں، جزائر غرب الہند میں بھی کام کیا اور اب گزشتہ سال سے انگلستان میں کام کر رہے ہیں اور سکاٹ لینڈ کے شہر گلاسگو میں ان کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ حال ہی میں انہوں نے انگلستان میں ان عیسائی فرقوں کے بارہ میں ایک تجزیہ بھجوایا ہے جو کہ تبلیغ میں انہماک اور سرگرمی دکھاتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ یہ مفصل جائزہ احباب کی معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوگا۔

" انگلستان میں عیسائیت کے جو مختلف فرقے کام کر رہے ہیں ان میں سے چند ایک کا مختصر سا جائزہ Survey کے ہے اور ان کا انتخاب اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ یہ وہ جماعتیں ہیں جن سے ہمیں بھی تبلیغی مہمات کے دوران واسطہ پڑتا ہے۔ ان جماعتوں میں بعض پوری مستعدی سے تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں۔

ابتداء میں محض اتنا تعارف ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ عیسائی جو رومن کیتھولک فرقے سے تعلق نہیں رکھتے۔ پروٹسٹنٹ کہلاتے ہیں۔

اینگلیکنز ــ

یہ وہ لوگ ہیں جو آرچ بشپ آف کنٹربری کو اپنا راہنما تسلیم کرتے ہیں۔ انگلستان میں ان کے درج ذیل کلیسا ہیں۔

۱۔ چرچ آف انگلینڈ - ۲۔ چرچ آف آئرلینڈ - ۳۔ چرچ آف ویلز

۴۔ ایپکوپل چرچ آف سکاٹ لینڈ

۱۸۶۷ء میں ایک کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس کا نام لیمبتھ کانفرنس تھا۔ مذکورہ بالا فرقوں کے لاٹ پادری آج بھی وقتاً فوقتاً اس کانفرنس میں شریک ہوتے ہیں جو گاہے گاہے منعقد ہوتی رہتی ہے۔ قصر لیمبتھ دراصل

آرچ بشپ آف کنٹربری کی رہائش گاہ ہے۔

کچھ عرصہ قبل تو اس فرقہ کے لوگ مذہب کے معاملہ میں سنجیدہ تھے۔ اور دینی معاملات میں گہری دلچسپی لیتے اور تبلیغی جہات میں سرگرم عمل ہوتے تھے۔ لیکن اب اس میں خاصی کمی آگئی ہے۔ اور ان لوگوں کی مذہبی معلومات بھی واجبی ہی ہوتی ہیں۔ اور اس سلسلہ میں وہ کوئی خاص دلچسپی بھی نہیں لیتے۔ اس کی یہ وجہ نہیں کہ کوئی ان کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ جیسا کہ رومن کیتھولک فرقے کے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ مذہبی معاملات میں دوسروں کے ساتھ الجھنا ہی نہیں چاہتے۔

رومن کیتھولک

دنیا میں عیسائیوں کا یہ سب سے بڑا فرقہ ہے۔ ان کے اندازہ کے مطابق نسل انسانی کا $\frac{1}{6}$ سے $\frac{1}{5}$ حصہ رومن کیتھولک ہے۔ جناب پوپ ان کے راہ نمائے اعظم ہیں۔ جن کا قیام روم کے قریب ایک شہر Vatican (ویٹی کن) میں ہے ان کا دعوےٰ ہے کہ یہ لوگ عیسائیت کے حقیقی نمائندہ ہیں۔ اور اس کی بنیاد انجیل۔ روایات اور تاریخ پر رکھتے ہیں۔ تعلیم کلیسا یوں ہے کہ حضرت مسیحؑ نے اپنے حواری پطرس کو اپنے گرجے کا سب سے پہلا سربراہ مقرر فرمایا۔ اور ان کے بعد ان کے جانشین مقرر ہوتے آئے جو پوپ کہلائے۔ اس سلسلہ میں وہ انجیل کی یہ سند پیش کرتے ہیں۔

متی باب ۱۶ آیت ۱۸ - ۱۹ میں لکھا ہے:۔

"اور میں بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پطرس ہے۔ اور میں اس پتھر پر اپنا کلیسا بناؤں گا۔ اور عالم ارواح کے دروازے اس پر غالب نہ آئیں گے۔ میں آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں تجھے دوں گا اور جو کچھ تو زمین پر باندھے گا وہ آسمان پر بندھے گا۔ اور جو کچھ تو زمین پر کھولے گا وہ آسمان پر کھلے گا۔"

رومن کیتھولک لوگ کہتے ہیں کہ پطرس فلسطین سے روم چلا گیا اور وہاں وہ اس شہر کا پہلا بشپ بنا۔ یہ بھی ان کا اعتقاد ہے کہ پال نے یہیں شہادت پائی۔ اور روم کے بشپ ہی کلیسا کے سربراہ سمجھے جاتے تھے۔ لیکن پوپ کے لقب سے انہیں چند صدیوں کے بعد سرفراز کیا گیا۔

رومن کیتھولک کے چھ بنیادی اصول ہیں۔

۱۔ اتوار اور دیگر مقدس ایام کی خصوصی عبادت میں شمولیت

۲۔ سال میں کم سے کم ایک مرتبہ کسی پادری کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار۔

۳۔ ایسٹر کے موقعہ پر عشاء ربانی میں حصہ لینا۔ یعنی تھوڑی سی روٹی کھانا اور شراب کے چند گھونٹ پینا جسے پادری صاحب برکت دیں ۔ یوں اس گناہ گار کا گوشت اور خون بھی یسوع کا گوشت اور خون بن جاتا ہے۔

۴۔ مقررہ ایام میں روزے رکھنا

۵۔ چندہ اور خیرات دینا۔

۶۔ محدود حلقہ میں شادی کرنا۔

دوسرے عیسائی فرقوں کے بالکل برعکس رومن کیتھولک لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت مریم جو حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ تھیں وہ بھی آسمان پر تشریف لے گئیں۔ لیکن اس دعوے کا نہ تو کتب مقدسہ میں اور نہ ہی کوئی اور تاریخی ثبوت ہے۔ اس عقیدہ کا اعلان جناب پوپ پائس دوازدہم نے ۱۹۵۰ء میں فرمایا۔ رومن کیتھولک حضرت مریم کے پاک حمل پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ قدیم اور دیگر ہر قسم کے گناہ سے پاک تھیں:

رومن کیتھولک بعض مشکوک کتب کو بھی الہامی سمجھتے ہیں جو عہد نامہ قدیم کا حصہ ہیں ۔ یہ پندرہ کتب عہد نامہ قدیم میں شامل تھیں۔ اور یہ ریفرمیشن کے زمانہ تک عہد نامہ قدیم کا حصہ رہیں۔ لیکن پروٹسٹنٹ فرقہ نے سولہویں صدی میں انہیں انجیل سے خارج کر دیا۔ اور دلیل یہ دی کہ یہ الہامی کتب نہیں ہیں۔

1. 1st Esdras.
2. 2nd Esdras
3. Prayer of Manesses
4. Tobit — طوبیاہ
5. Judith — یہودیت
6. Rest of Book of Esther — آستر
7. Wisdom of Solomon — حکمت
8. Ecclesiasticus.
9. Baruch the Prophet. — باروک
10. Letter of Jeremiah. — یرمیاہ کے خطوط
11. Song of the Three Holy Childrens

12. The story of Susanna.
13. Bel and the Dragon.
14. 1st Book of Maccabee مکابین
15. 2nd " "

مندرجہ بالا پہلی تین کتب کے سوا باقی بارہ کتب کو یہ فرقہ الہامی سمجھتا ہے۔ جرمن مصلح مارٹن لوتھر پہلا شخص تھا جس نے ۱۵۳۴ء میں ان کتب کو کتاب مقدس کے اپنے ترجمہ سے خارج کر دیا۔ لیکن رومن کیتھولک فرقہ نے ۱۵۹۱ء میں Trent کے اجلاس میں ان کتب کی مکمل تصدیق کی۔ دی نیو انگلش بائیبل اور یروشلم بائیبل منجملہ اور کتابوں کے دو ہیں جن میں یہ مشکوک کتب موجود ہیں۔

رومن کیتھولک فرقے کے پادریوں کو شادی کی اجازت نہیں۔ اور وہ ساری عمر کنوارہ رہنے کا حلف لیتے ہیں۔ رومن کیتھولک اور اینگلیکن دونوں فرقوں کو تمباکو اور شراب نوشی اور جوا کھیلنے کی اجازت ہے لیکن اس کے برعکس بعض عیسائی فرقوں میں اس کی سخت ممانعت ہے۔

مارمن —

یہ فرقہ امریکہ میں شروع ہوا اور جوزف سمتھ اس کا بانی تھا۔ انگلستان میں تمام فرقوں سے زیادہ یہی فرقہ اپنی تبلیغ و تشہیر میں مستعد ہے۔ یہ لوگ گھر گھر جا کر اپنے عقیدہ کی تبلیغ کرتے ہیں اور یسوع مسیح کے کلیسا کے ایام آخر کے اولیاء سے منسلک ہے۔ یہ لوگ بڑے مخلص اور سادگی پسند ہیں۔ ہر مارمن مرد اور عورت سے امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنی آمد کا دس فیصد چندہ جماعت کو ادا کرے گا۔

جوزف سمتھ ۱۸۰۵ء میں نیویارک میں پیدا ہوا۔ ۱۴ سال کی عمر میں اس نے دعوے کیا کہ رویا میں اسے دو فرشتے دکھائے گئے اور ایک نے اس سے گفتگو بھی کی۔ ۱۸۲۳ء میں اس نے اپنی ایک اور رویا سنائی۔ کہ اسے ایک پاک رسول مارونی تھا دکھائی دیا اور اسے پیغام دیا کہ اللہ تعالیٰ اس سے خاص خدمت لینا چاہتا ہے۔ اسے یہ حکم دیا گیا کہ تین برس بعد وہ ایک خاص جگہ پر جائے جہاں اسے چند سنہری تختیاں ملیں گی جن پر امریکہ کے قدیم باشندگان کی مذہبی تاریخ کندہ ہوگی۔ اور مارونی نے یہ تختیاں ۱۴۰۰ برس قبل خود دفن کی تھیں جو اپنے وقت کا نبی تھا۔ جوزف سمتھ نے حسب ارشاد یہ تختیاں حاصل کیں۔ اور ان عجیب و غریب تحریرات کو انگریزی کا جامہ پہنا کر "صحیفہ مارمن" کے نام سے شائع کر دیا۔

اس کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش سے ۶۰۰ برس قبل یروشلم میں ایک خاندان رہتا تھا۔ خاندان کے

سر براہ لیہی کو خبردار کیا گیا کہ شہر پر عنقریب تباہی آنے والی ہے۔ یہ خبر پاکر اس نے اپنے لئے ایک جہاز بنایا اور خاندان سمیت جانب غرب روانہ ہوگیا اور امریکہ کے کسی مقام پر آن اترا۔ اس خاندان کے ذریعہ دو قومیں پیدا ہوئیں ایک Nephites دوسری Lamanites

حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب ہونے کے بعد جب آسمان پر تشریف لے گئے تو کچھ عرصہ کے لئے ان دونوں کے پاس بھی آئے۔ اور ۳۸۴ء عیسوی میں مارمن رسول نے صحیفہ مارمن مرتب کیا جس میں اس نے مذکورہ بالا دونوں قوموں کی مذہبی تاریخ اور روایات درج کیں۔ اور مارمن رسول نے یہ کتاب اپنے بیٹے مارونی کے سپرد کی جس نے اسے اس خوفناک جنگ سے قبل ہی زمین میں دفن کردیا۔ جو دونوں قبائل کے درمیان ظہور پذیر ہوئی۔ یہ کتاب اس وقت تک منصۂ شہود پر نہ آسکی۔ جب تک جوزف سمتھ کو اس زمانہ میں الہاماً نہ بتایا گیا۔ اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ان کتب کے ترجمہ کے بعد یہ کتب مارونی کو واپس کردی گئیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ سونے کی یہ تختیاں اب دستیاب نہیں ہیں۔ جوزف سمتھ کے بعض رفقاء نے یہ تختیاں بذات خود دیکھیں۔ اور ان کے بارہ میں حلفاً بیان دیا۔ جو کہ اس کتاب کے دیباچہ میں درج ہے۔ جو رب سے پہلے ۱۸۳۰ء میں شائع ہوئی۔

مارمن لوگوں کا اعتقاد ہے کہ انجیل مقدس اور صحیفۂ مارمن کلام الٰہی ہیں اور صحیفہ مارمن انجیل ہی کا اضافہ شدہ حصہ ہے اور اسی کے بعض حصوں کی تفسیر ہے۔ اور یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ موجودہ زمانہ کی عیسائیت میں بگاڑ پیدا ہوچکا ہے۔

ابتدائی بیس برس میں اس فرقہ کو کڑی سختیاں جھیلنی پڑیں۔ جوزف سمتھ کو قید کردیا گیا۔ اور جیل میں ہی ایک بھپرے ہوئے ہجوم نے اسے ۱۸۴۳ء میں قتل کردیا۔ اس کے بعد برائم ینگ اس فرقہ کا سربراہ بنا۔ اس شدید مخالفت کی بنا پر یہ لوگ مغربی امریکہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ ۱۸۴۷ء میں سفر کی صعوبتیں اٹھاکر ریاست اوٹاوہ میں آباد ہوگئے اور سالٹ لیک سٹی میں اپنا مرکز قائم کیا۔ دس برس قبل انہوں نے انگلستان میں بھی اپنے مبلغ بھجوائے تھے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہاں انہیں قلیل عرصہ میں ہی خاصی کامیابی حاصل ہوگئی۔

شراب۔ تمباکو۔ چائے یا کافی ان لوگوں کے لئے ممنوع ہے۔ کچھ عرصہ تک ان کے ہاں تعدد ازدواج کی بھی اجازت رہی۔ لیکن سرکاری دباؤ کی وجہ سے اسے ترک کرنا پڑا۔ اور اب اس کی اجازت نہیں۔ مارمن مبلغین عام طور پر نوجوان ہوتے ہیں۔ اور اپنی زندگی کے دو سال تبلیغ دین کے لئے وقف کرتے ہیں۔ یہ مبلغین تنہا کام نہیں کرتے بلکہ دو دو مل کر کام کرتے ہیں۔ اور دونوں اکٹھے رہتے ہیں۔ اگر ان دونوں میں سے ایک بیمار ہوجائے۔ یا کسی اور وجہ سے تبلیغی کام پر جانے کے قابل نہ ہو تو دوسرا بھی نہیں جائے گا۔ اپنے ساتھ فلم دکھلانے کی مشین بھی رکھتے ہیں۔ اور جن گھروں میں جائیں گے وہاں تصویریں بھی دکھائیں گے۔ ان مبلغین کو نہ کوئی تنخواہ ملتی ہے اور نہ کوئی مشاہرہ بلکہ ان کے

والدین ہی ان کے اخراجات کے کفیل ہوتے ہیں۔

یہوداہ وٹنس—

یہ لوگ واچ ٹاور اور بائبل ٹریکٹ سوسائٹی کے ممبر ہوتے ہیں۔ سارے انگلستان بلکہ ساری دنیا میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے معروف ہیں۔ یہ لوگ بھی مارمن فرقہ کی طرح دو دو کی صورت میں گھر گھر جاکر تبلیغ و اشاعت کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ وہ لوگ جو باقاعدہ ممبر ہوتے ہیں۔ وہ ماہوار سو گھنٹے اور جو خاص ممبر ہوتے ہیں وہ ڈیڑھ سو گھنٹے ماہوار تک رضاکارانہ اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔ انگلستان میں ان کی سکیم یہ ہے کہ ہر سال ہر گھر پر کم سے کم دو مرتبہ ضرور حاضر ہوں۔ مارمن فرقہ کے قریباً بارہ سو مبلغین ملک میں کام کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کئی لوگوں نے اس کا نام بھی نہیں سنا۔ لیکن یہوداہ وٹنس والوں کا یہ حال نہیں۔ انہیں ملک کا ہر شخص خوب جانتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے فرقہ کا ہر ممبر تبلیغی سرگرمیوں میں حصہ لیتا ہے۔ گھر گھر جاکر تبلیغ کرتا ہے۔ مگر مارمن لوگوں کے صرف مبلغین ہی یہ فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ اگرچہ ریڈیو یا ٹیلیویژن پر آنے کے انہیں مواقع نہیں ملتے۔ اس کے باوجود ملک بھر میں ان کی اچھی خاصی شہرت ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ تبلیغ کے پرانے آزمودہ طریقوں کو استعمال کر کے لوگوں میں معروف ہو جاتے ہیں۔

یہ فرقہ بھی مارمن لوگوں کی طرح امریکہ میں ہی شروع ہوا اور اس وقت دنیا کے ۱۷۰ ممالک میں سرگرمی سے تبلیغ میں معروف ہے۔ ان کے چرچ کی عمارت کنگڈم ہال کہلاتی ہے۔ ان کے بانی کا نام چارلس تیز رسل تھا۔ اس نے چھ ضخیم جلدوں میں کتاب مقدس کی تفسیر لکھی۔ ۱۸۸۴ء میں یہ سوسائٹی رجسٹر ہوئی اور ۱۹۱۶ء میں رسل کی وفات کے بعد جوزف فرینکلن رودرفورڈ اس کا جانشین بنا جو جج رودرفورڈ کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اس موقعہ پر جماعت میں تفریق بھی پیدا ہوئی اور ان کا دوسرا فرقہ ڈان بائبل سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے نام سے موسوم ہونے لگا۔

جج رودرفورڈ بڑا قابل شخص تھا۔ اس نے سوسائٹی کی از سر نو تنظیم کی اور ۱۹۳۱ء میں اس سوسائٹی کا یہوداہ وٹنس نام رکھا گیا اور یہ نام انہوں نے کتاب مقدس کی ایک آیت سے اخذ کیا۔

"Ye are witnesses, says Jehova, and I am God." (Isiah 43/12) American Standard version of the Bible)

جج رودرفورڈ قلم کا بڑا دھنی تھا۔ سو سے زیادہ کتب اس نے تصنیف کیں۔ اس کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں

[illegible]

یہ لوگ Pacifists ٹھنڈے مزاج کے لوگ ہیں۔ فوج میں شامل ہونا پسند نہیں کرتے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہزاروں کو جیل بھی جانا پڑا۔ یہ لوگ کسی کو جان سے مارنا مذہبی تعلیم کے منافی سمجھتے ہیں۔ ۱۹۱۷ء میں جج رودر فورڈ کو اسی بناء پر جیل جانا پڑا۔ اور اسے اس جرم میں بیس سال قید کی سزا ہوئی کہ وہ اپنے فوجی متبعین کو یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ وہ اپنے مفوضہ فرائض بجا نہ لائیں۔ لیکن سال بھر کے بعد ہی وہ رہا ہوگیا۔ مرتے ہوئے بھی یہ لوگ خون لینا پسند نہیں کرتے۔ ان کا خیال ہے کہ خون کا جسم میں کسی ذریعے سے بھی داخل ہونا خون کھانے ہی کے مترادف ہے۔

یہ لوگ نہ تثلیث کے قائل ہیں اور نہ ہی یہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دوسرے عیسائیوں کی طرح ابن اللہ مانتے ہیں۔ ان کا ایمان ہے کہ حضرت مسیح ۱۹۱۴ء میں اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائے۔ لیکن کسی کو نظر نہیں آئے اور خدا کی بادشاہت قائم کرنے میں ان کی امداد فرماتے رہے ہیں۔

ان کا رسالہ واچ ٹاور سب سے پہلے ۱۸۷۹ء میں شائع ہوا اور آج یہ دنیا کی ۴۵ زبانوں میں شائع ہوتا ہے اور ساری دنیا میں مفت تقسیم ہوتا ہے (یہ رسالہ مجھے بھی موصول ہوتا ہے مترجم) ان کا دوسرا رسالہ The Awake ہے جو ۴۳ زبانوں میں شائع ہوتا ہے۔ اگرچہ ان کی شدید مخالفت ہوتی ہے۔ لیکن یہ لوگ پورے خلوص، محنت اور لگن سے اپنی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ انگلستان ان ۷۰ ممالک میں سے ایک ہے جہاں ان کی تبلیغ و اشاعت بڑی سرگرمی سے جاری ہے۔ یہ لوگ بڑی دلیری سے دوسرے فرقوں خصوصیت سے رومن کیتھولک پر سخت اعتراض کرتے ہیں

مکتی فوج —

مکتی فوج کی ابتداء بھی امریکہ سے ہی ۱۸۶۵ء میں ہوئی۔ ولیم بوتھ اس تنظیم کا بانی تھا۔ آج یہ تنظیم قریباً ساری دنیا میں مصروفِ عمل ہے۔ اور انگلستان کے سب شہروں میں اس کی شاخیں ہیں۔ یہ لوگ مذہبی تبلیغ کے علاوہ سماجی کاموں مثلاً غرباء کی امداد وغیرہ میں بھی بھرپور حصہ لیتے ہیں اور اسی وجہ سے عوام میں مقبول ہیں۔ ان کے اپنے کوئی پادری وغیرہ نہیں ہوتے اور نہ ہی پادریوں کے دوسرے فرائض ادا کرتے ہیں۔ مثلاً شادی کروانا۔ اقرار گناہ کروانا۔ نمازیں یا بپتسمہ وغیرہ۔

ان کی تنظیم فوجی طریق پر چلائی جاتی ہے اور اراکین کو کیپٹن، میجر وغیرہ کے عہدے ان کی ذمہ داریوں کے مطابق دیئے جاتے ہیں۔ جب وہ ڈیوٹی پر ہوں تو مرد اور عورت دونوں وردی میں ہوتے ہیں۔ ان کا اپنا بینڈ بھی ہوتا ہے۔ جو عام طور پر مختلف اجتماعات یا تقریبات کے موقعہ پر بجایا جاتا ہے۔

الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

برائے سہ ماہی امتحان انصار اللہ ۱۹۷۸ء

نوٹ:۔ درج ذیل الہامات میں سے کوئی سے دس زبانی مع ترجمہ یاد کیجئے۔ حوالہ جات تذکرہ طبع دوم کے ہیں۔

۱۔ ۱۸۶۵ء ص۱۶۔ چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن میری موت کی تمنا کریں گے تا یہ نتیجہ نکالیں کہ جھوٹا تھا جبھی جلد مر گیا۔ اس لئے پہلے ہی اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا

ثَمَانِيْنَ حَوْلًا اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ ۔ اَوْ تَزِيْدُ عَلَيْهِ سِنِيْنًا وَتَرٰى نَسْلًا بَعِيْدًا

یعنی تیری عمر اسی برس کی ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دور کی نسل دیکھ لے گا۔

۲۔ ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء ص۷۵۲۔ اَلرَّحِيْلُ ثُمَّ الرَّحِيْلُ وَالْمَوْتُ قَرِيْبٌ

کوچ کا وقت آگیا ہے ہاں کوچ کا وقت آگیا ہے اور موت قریب ہے۔

مندرجہ بالا دو الہامات سے واضح ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نزول وحی کا زمانہ ۴۳ سال کے قریب ہے۔ ہمارے آقا سیدو مولیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ۲۳ سالہ دورِ نبوت کو اگر معیارِ صداقت قرار دیا جائے۔ جیسا کہ جمہور علماء نے قرار دیا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اظہر من الشمس ہے۔

۳۔ دسمبر ۱۸۸۳ء ص۱۰۳ (بحوالہ اشتہار) وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا ۔ اَلَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ

اور ہمارے سامنے اور ہماری وحی کے ماتحت نظامِ جماعت کی کشتی تیار کر جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے جو لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت کریں گے وہ دراصل خدا تعالیٰ

کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوگا۔

۴۔ ۱۸۹۱ء (صلا ۱۹۱) "مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر (وہ) وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔

وَكَانَ وَعْدَ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا اَنْتَ مَعِیْ اَنْتَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ۔

اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ تو میرے ساتھ ہے۔ اور تو روشن حق پر قائم ہے۔

۵۔ ۱۸۹۲ء (ص۲۰۵) اِنِّیْ مُهِيْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ ۔ اَللّٰهُ اَجْرُكَ ۔ اَللّٰهُ يُعْطِيْكَ جَلَالَكَ ۔

جو تیری ذلت چاہے گا میں اسے ذلیل کروں گا۔ اللہ تیرا اجر ہے۔ اللہ تجھے تیرا جلال عطا کرے گا۔

۶۔ ۱۸۹۲ء (ص۲۱۶) اَنْتَ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيْدِیْ وَتَفْرِيْدِیْ ۔ فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَيْنَ النَّاسِ ۔

اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ سو وقت آگیا ہے کہ تو لوگوں میں شناخت کیا جائے اور مدد دیا جائے۔

۷۔ ۱۸۹۶ء (ص۲۸۵) "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔"

۸۔ ۱۸۹۶ء (ص۲۹۳) "جَرِیُّ اللّٰهِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِيَاءِ"

اللہ کا فرستادہ نبیوں کے لباس میں۔

۹۔ ۱۸۹۷ء (ص۳۱۴) اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّكَ اِلٰى مَعَادٍ اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِيْكَ بَغْتَةً"

وہ خدا جس نے خدمتِ قرآن تجھے سپرد کی ہے۔ پھر تجھے قادیان میں واپس لائے گا۔ میں اپنے فرشتوں کے ساتھ ناگہانی طور پر تیری مدد کروں گا۔

نوٹ :۔ اس الہام میں قادیان سے ہجرت کی خبر بھی ہے۔ اور واپسی کی بھی اچانک ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۰۔ ۱۸۹۹ء (ص۳۲۳) يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ ۔ اِنَّ رَبِّیْ

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔

اے حی اے قیوم! مَیں تیری رحمت سے مدد چاہتا ہوں۔ یقیناً میرا رب آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے۔

۱۱۔ سنہ ۱۹۰۲ء (ص۴۳۴) اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا مِنْ اِسْتِکْبَارٍ۔

مَیں ہر ایک ایسے انسان کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو تیرے گھر میں ہوگا۔ مگر وہ لوگ جو تکبّر سے اپنے تئیں اونچا کریں۔

نوٹ۔ (اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خشت وخاک کے گھر میں بودوباش رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں۔ میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔" (کشتی نوح)

۱۲۔ سنہ ۱۹۰۵ء (ص۵۱۷) اِنِّیْ مَعَکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو۔ عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ

مَیں تیرے ساتھ ہوں اے رسول اللہ کے بیٹے۔ ۔ ۔ ! ۔ ایک دین پر)

نوٹ۔ اس الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرزند قرار دیا گیا ہے اگر رسول اللہ سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام لئے جائیں تو "ابن" آپ کا جسمانی اور روحانی فرزند ہوگا۔

۱۳۔ سنہ ۱۹۰۶ء (ص۶۴۳) "رفیقوں کو کہہ دو کہ عجائب در عجائب کام دکھلانے کا وقت آگیا ہے۔

۱۴۔ سنہ ۱۹۰۸ء (۱۰ مئی) اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ

میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ (نوٹ) یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رسول کہا گیا ہے۔

۱۵۔ سنہ ۱۹۰۵ء دسمبر (ص۵۸۲) اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَافِلَۃً لَّکَ نَافِلَۃً مِّنْ عِنْدِیْ

ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا وہ پوتا میری ہی دین ہوگا۔

نوٹ۔ اس الہام میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی پیدائش کی خوشخبری دی گئی ہے۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں چندہ دینے والے اصحاب

(قسط نمبر ۱۶)

مبلغ ۳۰۰ روپے یا اس سے زائد رقم تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں ادا کرنے والے معطی حضرات کی قسط نمبر ۱۶ درج ذیل ہے۔ گیسٹ ہاؤس کی عمارت پر نصب ہونے والی سنگ مرمر کی یادگار تختیوں پر ایسے تمام حضرات کے اسمائے گرامی کندہ کروائے جا رہے ہیں۔ جو احباب اپنے یا اپنے والدین یا فوت شدہ عزیز و اقارب کے نام ان یادگار تختیوں پر محفوظ کروانا چاہتے ہوں۔ ان کے لئے موقعہ ہے کہ مبلغ ۳۰۰ روپے یا اس سے زائد رقم ادا کر کے اس کار خیر میں شامل ہوں اور آنے والی نسلوں کے لئے یادگار چھوڑ جائیں۔

۱۔ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ صحابی منجانب مسعود احمد صاحب خورشید کراچی	۳۰۰ روپے
۲۔ الحاجہ رحیمن بی بی صاحبہ اہلیہ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری " " "	۳۰۰ "
۳۔ مکرم قاضی صدر الدین صاحب مرحوم منجانب قاضی عطاء اللہ صاحب ارالادیس صداقت پارک ۱۵ ساندہ خورد لاہور	۳۰۰ "
۴۔ محترمہ فضل بیگم صاحبہ مرحومہ بنت میاں نور دین صاحب صحابی کھاریاں منجانب نواسہ عبد السلام خالد صاحب مغربی جرمنی	۳۰۰ "
۵۔ مکرم محمد پریل صاحب صحابی منجانب پوتا خلیل احمد خان صاحب مغربی جرمنی	۳۰۰ "
۶۔ محترمہ رحمت خاتون صاحبہ اہلیہ محمد پریل صاحب " " " " "	۳۰۰ "
۷۔ منور احمد صاحب مرحوم ولد محمد پریل صاحب " " " " "	۳۰۰ "
۸۔ مبارکہ بیگم صاحبہ لیڈی ہیلتھ وزیٹر بنت حکیم محمد جمیل صاحب راولپنڈی	۳۰۰ "
۹۔ مکرم چوہدری رسول بخش صاحب دوڑ ضلع نواب شاہ	۳۰۰ "

نوٹ:۔ اول الذکر تین نام جنوری کے شمارہ میں اگرچہ شائع شدہ ہیں۔ لیکن درست نہیں تھے۔ اب صحیح نام دوبارہ شائع کئے جا رہے ہیں۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

زعماء مجالس انصار اللہ توجہ فرمائیں

شجر کاری کا موسم شروع ہوگیا ہے۔ زعماء کرام سے گزارش ہے کہ وہ اپنی مجالس میں تحریک کریں کہ اراکین اپنے گھروں میں اور رگزرگاہوں پر پھلدار اور سایہ دار درخت لگائیں۔ درخت قومی سرمایہ ہیں اور ماحول کو خوشنما کرتے ہیں۔ دیہاتی مجالس کو بالخصوص اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ حکومت کی طرف سے ہر علاقہ کے مناسب حال پودے مہیا کرنے کا انتظام ہے۔ اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ بعد میں پودوں کی نگہداشت بھی ضروری ہے۔ تا آپ کے ہاتھ کے لگائے ہوئے پودے پروان چڑھیں۔ مجالس اس سلسلہ میں اپنی مساعی سے مرکز کو بھی مطلع کریں۔

(قائد ایثار مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

ماہانہ رپورٹ کارگزاری انصار اللہ

مجالس انصار اللہ کا ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ ماہانہ رپورٹ کارگزاری مرکز میں بھجوانا نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر مرکز کو مجالس کی کارکردگی کا علم نہیں ہوسکتا۔ مرکز کی طرف سے رپورٹ بھجوانے کے لئے ہر ماہ کی دس تاریخ مقرر ہے۔ مجالس نے ابھی تک ماہ فتح / دسمبر کی رپورٹ مرکز میں ارسال نہیں کی۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ رپورٹ جلد بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

رسالہ انصار اللہ توسیع اشاعت کیلئے

آپ کے تعاون کا محتاج ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

([illegible])

تہجد کی نماز کو لازم کر لیں

اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے

''جو خدا تعالیٰ کے حضور تضرع اور زاری کرتا ہے اور اس کے حدود و احکام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے جلال سے ہیبت زدہ ہو کر اپنی اصلاح کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ضرور حصہ لے گا۔ اس لئے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے۔ کیونکہ اس کو دعا کرنے کا بہر حال موقعہ مل جائے گا۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو اس وقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے؟ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے دعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطرار قبولیت دعا کا موجب ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر اٹھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں کیونکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے لیکن جبکہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہؤا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھ کر ہے جو بیدار کر رہا ہے۔ پھر ایک اور بات بھی ضروری ہے جو ہماری جماعت کو اختیار کرنی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ زبان کو فضول گوئیوں سے پاک رکھا جاوے۔ زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ وجود کی ڈیوڑھی میں آ جاتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ ڈیوڑھی میں آ گیا تو پھر اندر آنا کیا تعجب ہے؟''

(الحکم ۲۱ مارچ ۱۹۰۲ء)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا۔